طارق علی شہزاد

عالمی رزمیہ ادب کے مماثلتی عناصر کا تقابلی جائزہ

This article covers the common elements of Classical Epics in literature of the world. We found that there are many common factors in all classical epics. All the poets have followed these factors. A long distance of time is there between these epics and difference of Languages, cultures and religions etc. are also present but it is amazing that all the epics are same in so many ways. That is why, these epics are ever green from hundreds and thousands of years.

رزمیہ ادب کو زیرِ بحث لانے سے قبل ضروری ہے کہ یہ جان لیا جائے کہ ادب کیا ہے؟ ادب عربی زبان کا لفظ ہے جس کے لغوی معنی دعوتِ طعام کے ہیں۔ ڈاکٹر سید عبداللہ اپنی کتاب ''اشارات تنقید'' میں لکھتے ہیں:۔

''چونکہ عربوں کے نزدیک مہمان نوازی حسنِ اخلاق کی علامت تھی، اس لیے رفتہ رفتہ لفظ 'ادب' تہذیب اور حسنِ اخلاق کے معنوں میں استعمال ہونے لگا۔ بعد میں جب ادب کو بیان و اظہار کے ''تحریری ذریعے'' کا مترادف قرار دیا گیا تو تہذیب، اخلاق اور تزکیہ نفس کا بنیادی تصور اس میں داخلی کیفیت کی حیثیت سے لازمی موجود رہا۔''

وقت گزرنے کے ساتھ پہلے تعلیم، پھر فن اور آخر میں تخلیق کو ادب مان لیا گیا۔ ظاہر ہے یہ ایک دو دن میں نہیں ہوا بلکہ اس عمل میں صدیاں لگ گئیں۔ موجودہ دور میں ادب کو صرف تعلیم، فن یا تخلیق ہی نہیں تصور کیا جاتا بلکہ اس کو فنونِ لطیفہ میں شامل کیا گیا ہے اور اس میں بہت وسعت آ گئی ہے۔ ادب کے معنی و مفہوم میں جب وسعت آ گئی تو ضروری ہو گیا کہ اس کو مختلف حصوں میں بانٹ دیا جائے۔ یوں آج ہمارے سامنے ادب کی مختلف صورتیں موجود ہیں جو مزاحیہ، المیہ اور رزمیہ ادب وغیرہ ہیں۔ عالمی کلاسیکی ادب کا مطالعہ کرتے وقت یہ سوال اکثر سامنے آتا ہے کہ اس میں کون سا ادب رزمیہ ہے اور کونسا نہیں؟ تاہم یہ بات شک سے بالاتر ہے کہ دنیا کا بہت سا کلاسیکل ادب بنیادی طور پر رزمیہ ہے جس میں جنگ کے واقعات بیان کیے گئے ہیں یا جنگ کو بنیادی اہمیت دی گئی ہے۔ مثلاً:۔

i. ہومر کی Iliad ایک رزمیہ ہے جس میں ٹروجنز اور سپارٹنز کی جنگ و جدل کی کہانی ہے۔ اس میں جنگجو اور بہادر ہیکٹر، سرکش اور دلیر ایکلس وغیرہ ایسے کردار ہیں جن کو رزمیہ دنیا میں بے مثال مقام حاصل ہے۔

ii. ملٹن کی ''پیراڈائز لوسٹ'' بھی ایک رزمیہ ہے جس میں شیطان کو خدا کے دربار سے راندۂ درگاہ کر کے نکالا جاتا ہے۔ وہ بغاوت کا علم بلند کرتا ہے اور خدا کے فرشتوں کے خلاف کئی جنگیں کرتا ہے۔ آخر میں وہ ذلیل ہو کر شکست کھاتا ہے۔ یوں ''پیراڈائز لوسٹ'' بھی ایک رزمیہ نظم قرار پاتی ہے۔

iii. سنسکرت کی ''رامائن'' بھی ایک رزمیہ ہے جس میں رام اور راون کی جنگ بنیادی عنصر کی حیثیت رکھتی ہے۔ رام

اپنی بیوی کو راون کی قید سے چھڑانے کے لیے سمندر پر پل بنا کر سمندر کو پار کر جاتے ہیں اور راون سے جنگ کر کے اپنی بیوی کو حاصل کرتے ہیں۔ اس جنگ میں کمب کرن، اِندر جیت اور راون مارے جاتے ہیں۔

iv. سنسکرت زبان کی ہی ''مہابھارت'' بھی ایک رزمیہ ہے جس کی بنیاد پانڈووں اور کوروں کی جنگ پر ہے۔ کورو اور پانڈو ایک ہی باپ کی اولاد تھے۔ باپ کے مرنے کے بعد تخت و تاج پانڈو کو ملا مگر وہ جلد ہی مر گیا۔ اب حکومت اس کے بھائی دھرت راشٹر کو عارضی طور پر دی گئی کیونکہ وہ نابینا تھا۔ جب دھرت راشٹر کے بیٹے جوان ہوئے تو انہوں نے پانڈوں کو جو سابق راجہ پانڈو کے پانچ بیٹے تھے، اُن کا حق دینے سے انکار کر دیا۔ ہندوؤں کے اوتار کرشن، پانڈووں کے طرف دار تھے۔ اس کشمکش کا نتیجہ ایک خوفناک جنگ کی صورت میں برآمد ہوا جس میں تمام کورو مارے گئے اور تخت و تاج پانڈووں کے حصہ میں آیا۔ یوں یہ نظم بھی ایک رزمیہ ہے۔

دنیا کا ہر بڑا رزمیہ ادب چند اہم عناصر پر مشتمل ہوتا ہے۔ اگر ہم دنیا کی تمام رزمیہ ادبیات کا جائزہ لیں تو پتہ چلے گا کہ ادب کے ہر شاہ پارے میں یکساں فنی محاسن پائے جاتے ہیں۔ اردو ادب میں عالمی ادب کے تراجم کافی عرصے سے ہو رہے ہیں اور اس وقت دنیا کے ہر بڑے ادب پارے کا ترجمہ اردو زبان میں موجود ہے۔ اسی لیے اب ہمارے لیے یہ جاننا بہت آسان ہو چکا ہے کہ وہ کون سے عناصر ہیں جو شہرۂ آفاق رزمیہ ادب پاروں میں مشترک ہیں۔

جب ہم عالمی رزمیہ ادب پاروں کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں پہلی چیز یہ پتہ چلتی ہے کہ دنیا کا ہر ادب عرفانی ہے۔ ہر زبان کا ادیب اپنی تصنیف کے شروع میں اپنے اپنے عقیدے کے مطابق اپنے رب یا معبود کی مدد کا طالب ہوتا ہے۔ پنجابی زبان کی مثال لیں تو اس کے مشہور وارث شاہ نے اپنی شہرہ آفاق لافانی تخلیق ''ہیر'' کی تخلیق کے وقت ابتدائی اشعار میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی ہے۔

اوّل حمد خدا دا ورد کیجے، عشق کیتا سو جگ دا مول میاں
پہلے آپ ہی رب نے عشق کیتا، معشوق ہے نبی رسول میاں

عالمی ادب کی رزمیہ شاعری کی بات کریں تو ہومر سے آغاز کرتے ہیں جو یونانی زبان کا عظیم شاعر ہے۔ اس نابینا شاعر نے ادب کی دنیا کو نئی بینائی عطا کی۔ اس کی مشہور تصنیف Iliad ہے جس میں اس نے ٹرائے کی فتح کی کہانی بیان کی ہے۔ ہومر نے Iliad کا آغاز کچھ یوں کیا ہے۔

''تم جو جلیل القدر اور عظیم الشان ''ادا'' کی چوٹیوں سے حکومت کرتے ہو
اور اے شمس الضحیٰ جس کی نگاہوں اور کانوں سے دنیا کی کوئی چیز مخفی نہیں''

دنیا کا ہر ادب حمد و ثنا سے شروع ہوتا ہے تاہم سیکولر اور کمیونسٹ افراد کا ادب اس سے مبرا ہے۔ کارل مارکس کی کتاب ''داس کیپیٹل''، اور اس قبیل کے دیگر ادیبوں کی کتب کا آغاز حمد و ثنا کے بغیر ہے۔

عالمی ادب کا موازنہ کرنے پر یہ مطابقت بھی ملتی ہے کہ دنیا کے ہر ادب میں ایسی ہستیاں موجود ہیں جو دوسروں کے دکھ درد کا بوجھ اٹھاتی ہیں اور ان کو ہر رنج و غم سے نجات دے کر ابدی سکون دیتی ہیں۔ مثلاً عیسائی عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے تمام عیسائیوں کے گناہوں کا بوجھ اٹھا سولی برداشت کی اور آسمانوں پر چلے گئے۔ اس عقیدے کو مغربی ادب میں

خاص جگہ دی گئی ہے۔ہندو عقیدے کے مطابق بھگوان شیو نے بھی زمانے کے گناہوں کا زہر پی کر دنیا کو نجات دی۔مہابھارت اور رامائن کے علاوہ تمام ویدوں میں بھی اس بات کا ذکر بار بار کیا گیا ہے۔ اب یہ بات تحقیق طلب ہے کہ یہ عقیدہ واقعی درست ہے یا بعد میں آنے والوں نے گناہ کے جواز کے طور پر اس کو اپنایا ہے؟ غالب گمان یہ ہے کہ اس بات کو گناہ کے جواز کے طور پر اپنایا گیا ہے اور اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

داستان کا بنیادی عنصر ''حیرت'' ہے۔ حیرت کے ضمن میں ایسی عجیب وغریب اور مافوق الفطرت دنیا کا تذکرہ بھی ملتا ہے جو پڑھنے والوں کو ورطۂ حیرت میں ڈال دے۔ عالمی ادب کا موازنہ کرنے پر پتہ چلتا ہے کہ ہر ادب میں مافوق الفطرت سیاحت کا تذکرہ ضرور کیا گیا ہے۔ اردو ادب میں ہر داستان ایسی مافوق الفطرت سیاحت سے بھری پڑی ہے۔ باغ و بہار کو دیکھ لیں یا فسانۂ عجائب کو، محیر العقول سفر و سیاحت کے بے شمار واقعات دکھائی دیں گے۔اطالوی شاعر دانتے کی شہرہ آفاق تصنیف Divine Comedy کا ہیرو Aeneas ٹرائے کی تباہی کے بعد بھاگ جاتا ہے اور دنیا کے کئی ملکوں کی سیاحت کرتا ہے۔حتیٰ کہ دوزخ ، برزخ اور جنت تک پہنچ جاتا ہے اور وہاں کی سیر کرتا ہے۔ اسلامی ادب و تاریخ میں واقعۂ معراج صراحت کے ساتھ بیان ہوا ہے۔ نبی پاک ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے جسمانی ملاقات کے لیے آسمانوں پر اپنے پاس بلایا اور جنت دوزخ کی سیر کروائی گئی۔ یہ بات بہت واضح ہے کہ غیر ملکی ادب میں واقعہ معراج کی نقل کر کے جنت دوزخ اور مافوق الفطرت دنیا کی سیاحت کے واقعات بیان کئے گئے ہیں۔اسی طرح ''مہابھارت'' سنسکرت کا عظیم رزمیہ ہے۔ مہابھارت میں جب ارجن اور اس کے بھائیوں کو اس کے چچا زاد بھائی دھوکہ دے کر جلا وطن کر دیتے ہیں تو زمانۂ جلاوطنی میں وہ جنت میں جا کر راجہ اندر سے ناچ گانا سیکھتا ہے اور بعد میں کئی خفیہ ہتھیار اور ان کے استعمال کا فن حاصل کرتا ہے تاکہ زمانہ جلا وطنی اور جنگ میں اس کے کام آئیں۔ اسی طرح رامائن میں بھی جب رام کو ان کا والد جلا وطن کر دیتا ہے تو وہ جنگلات میں بھٹکتے اور عجیب وغریب مافوق الفطرت واقعات کا سامنا کرتے ہیں۔

عالمی ادب کا موازنہ کرنے پر یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ ہر بڑے رزمیہ ادب میں فرمانبرداری اور نافرمانی کو بنیادی حیثیت دی گئی ہے۔ہر عالمی کلاسیک کی بنیاد فرمانبرداری یا نافرمانی پر ہے۔ جان ملٹن کی ''پیراڈائز لوسٹ'' کی بنیاد ہی نافرمانی ہے۔ خدا نے شیطان کو جب اپنا حکم ماننے کو کہا تو اس نے غرور وتکبر کیا اور نافرمانی کی۔ اسی نافرمانی اور غرور کی وجہ سے وہ خدا سے بھی جنگ کرنے پر آمادہ ہو گیا۔ بعد میں خدا نے اس کے خلاف تادیبی کارروائی کی جس کو پیراڈائز لوسٹ میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔''مہا بھارت'' کو دیکھا جائے تو اس میں بھی جنگ کا سبب نافرمانی تھی۔ کوروؤں اور پانڈوؤں میں صلح کروانے کے لیے جب کرشن پانڈوؤں کی طرف سے سفیر بن کر دریودھن کے پاس جاتے ہیں تو وہ نافرمانی پر اتر آتا ہے اور ان کو گرفتار کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ کرشن کی نافرمانی پر پانڈو سیخ پا ہو جاتے ہیں اور اس کے نتیجے میں مہا بھارت کی جنگ چھڑ جاتی ہے۔ اسی طرح رامائن میں رام اپنے باپ کے حکم پر بہت فرمانبرداری کے ساتھ ۱۷ سال کی جلا وطنی قبول کرتے ہیں۔ اسی جلاوطنی کے دوران ان کی بیوی سیتا کو راون اغوا کر کے لے جاتا ہے جس کو قید سے چھڑوانے کے لیے رام لنکا پر حملہ کر دیتے ہیں اور راون کو قتل کر کے سیتا کو چھڑا لیتے ہیں۔

دنیا کے ہر ادب میں طاقتور ولن کا تصور موجود رہا ہے۔ جب ہم عالمی ادب کا موازنہ کرتے ہیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ دنیا کے ہر ادب میں طاقتور ولن موجود ہے اور اس کو بہت زیادہ اہمیت بھی حاصل ہے۔ جان ملٹن کی پیراڈائز لوسٹ میں شیطان بہت زیادہ عبادت گزار تھا مگر وہ آگ سے پیدا ہوا، اس بات پر وہ مغرور بھی تھا۔ جب خدا نے اس کو اپنا حکم

ماننے کو کہا تو وہ نافرمان ہوگیا اور اس نے ایک طاقتور ولن کی شکل اختیار کر لی۔ یہاں تک کہ اس نے خدا سے جنگ کی۔ جان ملٹن نے شیطان کو طاقتور ولن تسلیم کیا ہے اور اس کو جلتی ہوئی پہاڑی پر موجود پہاڑ سے تشبیہ دی ہے۔

....And Satan to his royal seat

Hign on a hill for blazing, as a mount

Raised a mount

سنسکرت کے عظیم رزمیہ ''رامائن'' کو دیکھیں تو اس میں بھی طاقتور ولن کا تصور موجود ہے۔ راون ایک خطرناک ولن ہے جس نے دیوتاؤں کو کئی جنگوں میں شکست دی ہے۔ اسی طرح اس کا بھائی اِندر جیت بھی طاقت اور سطوت کی علامت ہے جس نے دیوتا اندر کو شکست دی ہے اور اندر جیت کا خطاب پایا ہے۔ اگر مہا بھارت کا جائزہ لیں تو اس بھی کئی طاقتور ولن موجود ہیں جن میں کوروؤں کا سب سے بڑا بھائی دریودھن سرِ فہرست ہے۔ اس کے علاوہ اشوتھاما بھی ایک خطرناک وِلن ہے جس کو امر رہنے یعنی نہ مرنے کا انعام حاصل ہے۔ سوفیکلز کا شاہکار ڈرامہ Oedipus Rex عالمی ادب کا اہم سنگِ میل ہے۔ اس میں ایک خطرناک ولن موجود ہے جس کا نام Sphinx ہے۔ یہ انسان کے چہرے اور شیر کے جسم والی ایک بلا ہے جو راستے سے گزرنے والے ہر فرد سے سوال پوچھتی ہے اور غلط جواب دینے پر اس کو مار ڈالتی ہے۔ Oedipus Rex کا ہیرو Oedipus اس بلا کے سوال کا درست جواب دیتا ہے جس پر بلا خودکشی کر لیتی ہے۔

عالمی ادب کے شاہ پاروں میں باکمال خطابت کے بہت سے روپ ملتے ہیں۔ ہر ادب میں ہیرو ایک باکمال خطیب ہوتا ہے جو اپنی برمحل اور پرتاثیر تقریر سے ہر چیز کا نقشہ بدل کر رکھ دیتا ہے۔ پیراڈائز لوسٹ میں شیطان ایک طاقتور ولن ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بہترین مبلغ بھی ہے۔ جب اس کو خدا کی فوجوں کے ہاتھوں ابتدائی شکست ہوتی ہے تو وہ اپنے ساتھیوں کو جوش دلانے کے لیے ایک پرزور تقریر کرتا ہے اور کہتا ہے۔

Stood up, in a flame of zeal

That current of his fury this opposed

مہابھارت میں جب جنگ شروع ہونے لگتی ہے تو ارجن دیکھتا ہے کہ اس کے اپنے ہی بھائی اور اپنے ہی بزرگ اس کی تلوار کے سامنے ہیں۔ وہ ہتھیار رکھ دیتا ہے اور لڑنے سے انکار کر دیتا ہے۔ اس موقع پر کرشن جو ایک رتھ بان کی حیثیت سے ارجن کے ساتھ ہیں، ارجن سے خطاب کرتے ہیں اور جنگ میں حصہ لینے پر آمادہ کرتے ہیں۔ یہ خطاب سنسکرت ادب کا بہت بڑا سرمایہ ہے اور ''بھگوت گیتا'' کہلاتا ہے۔

رامائن میں کافی مقامات ہیں جہاں پر ہمیں پرجوش اور بہترین خطابت دکھائی دیتی ہے۔ مثلاً جب رام بندروں کے بادشاہ سگریو کو اس کا تخت و تاج دلانے کے لیے اس کے بھائی بالی کو مار ڈالتے ہیں تو بالی مرنے سے پہلے رام سے شکوہ کرتا ہے کہ اس نے دھوکے سے اس کو مارا ہے۔ اس موقع پر رام اس کو ایک درس دیتے ہیں جو خطابت کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ اس خطاب کو سن کر بالی سکون کی موت مر جاتا ہے۔ اسی طرح جب رام لنکا پر حملہ کرتے ہیں تو راون مدد کے لیے اپنے بھائی کمب کرن کے پاس جاتا ہے۔ کمب کرن اس کو لعن طعن کرتا ہے کہ اس نے عورت کو اغوا کر کے غلط کام کیا ہے۔ اس پر راون اس سے خطاب کرتا ہے اور اپنی پرجوش خطابت سے اس کو جنگ میں حصہ لینے پر آمادہ کرتا ہے۔ اس کے

علاوہ جب راون مرنے لگتا ہے تو رام اپنے بھائی لکشمن کو اس کے پاس بھیجتے ہیں تا کہ وہ اس آخری وقت میں راون سے کچھ مفید باتیں سیکھ سکے۔ راون خوش ہو کر لکشمن کو جہاں بانی اور دنیا داری کے بارے میں کئی باتیں بتاتا ہے۔

نیکی اور بدی ایسے تصورات ہیں جن پر کسی بھی رزمیہ ادب کی بنیاد رکھی جاتی ہے۔ عالمی ادب کا موازنہ کرنے پر پتہ چلتا ہے کہ ہر ادب میں نیکی اور بدی کو مرکزی اہمیت دی گئی ہے۔ مغربی ادب میں Adam and Eve یعنی حضرت آدمؑ اور حضرت حواؑ کو نیکی جبکہ Satan یعنی شیطان کو بدی کی علامت کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ پیراڈائز لوسٹ میں شیطان خدا سے بغاوت کر کے بدی کا علمبردار بنتا ہے جبکہ حضرت جبرائیلؑ اور حضرت میکائلؑ اس سے جنگ کرتے ہیں اور اس کو شکست فاش دیتے ہیں۔ ان کو نیکی کی علامت کے طور پر بیان کیا جاتا ہے۔ مہابھارت میں شری کرشن، ارجن، بھیم اور یدھشٹر وغیرہ نیکی کے علمبردار ہیں جبکہ ان کے مقابلہ میں دریودھن، سکونی اور کرن کے کردار منفی کردار ہیں۔ رامائن میں رام، لکشمن، سیتا، بالی، ہنو مان وغیرہ مثبت جبکہ راون، اندرجیت اور کمبھ کرن وغیرہ منفی کردار ہیں۔ عہد نامہ قدیم کو دیکھیں تو اس میں حضرت عیسیٰ اور ان کے حواری مثبت جبکہ یہودیوں کے ربی اور بادشاہ قیصر وغیرہ منفی کردار ہیں۔

ہر ادب میں جنت دوزخ اور سزا جزا کا بہت مضبوط تصور رہا ہے۔ جب ہم دنیا کے کلاسیکی ادب کا موازنہ کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ ہر ادب میں سزا جزا ا ور جنت دوزخ کا تصور موجود ہے۔ Paradise Lost میں جنت کا خوبصورت انداز میں ذکر جگہ جگہ موجود ہے مثلاً

....Eden stretched her line towards

From Auron easturad to teh royal

of great selevcia;

پیراڈائز لوسٹ کا تو عنوان ہی ’’جنت گم گشتہ‘‘ ہے اور یہ ساری کی ساری نظم انسان کی اس جنت کے ذکر میں ہے جو حضرت آدمؑ کی خطا کی بدولت اس سے چھن چکی ہے۔ مہا بھارت میں جلاوطنی کے بعد ارجن، راجہ اندر سے ملنے جنت جاتا ہے اور اس سے ناچ گانے کی تربیت لیتا ہے۔ یہاں پر ایک اپسرا اس پر فریفتہ ہو جاتی ہے اور اس کو وہاں سے واپس آنا پڑتا ہے۔ مہابھارت میں ہی بھیشم جب زخمی ہو کر میدانِ جنگ میں تیروں کے بستر پر لیٹتا ہے تو اس کی ماں گنگا بار بار اس کے پاس آتی ہے اور اس کو اپنے ساتھ جنت لے جانے کی ضد کرتی ہے۔ اسی ہومر کی Iliad میں یونانیوں کے ہاتھوں ٹرائے کی تباہی کے بعد ایک شہزاد اینس ٹرائے سے نکلنے میں کامیاب ہو جاتا ہے اور بہت سے ملکوں کی سیر کرتا ہے اور جنت اور دوزخ میں بھی جاتا ہے۔

عالمی ادب کا موازنہ ہمیں یہ بتاتا ہے کہ دنیا کے ہر ادب میں عورت کے کردار کو بنیادی اہمیت حاصل رہی ہے۔ کبھی کبھی عورت کے گرد ساری کہانی گھومتی ہے تو کبھی عورت بالواسطہ اپنا کردار ادا کرتی ہے۔ مثال کے طور پر قدیم عبرانی ادب میں حضرت عیسیٰ کی والدہ حضرت مریمؑ، فرعون کی بیوی حضرت آسیہؑ اور یمن کی ملکہ بلقیس کے کردار مرکزی ہیں اور ان کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ ماریہ جون آف آرک فرانس کی ایک بہادر خاتون تھی جس نے اپنی قوم کے لیے کئی جنگیں لڑیں اور فتوحات سمیٹیں۔ انجامِ کار انگریزوں کے ہاتھوں گرفتار ہو زندہ جلا دی گئی۔ فرانسیسی ادب میں ماریہ جون

آف آرک کو حریت کا نشان بنا کر بہت سے شاہکار ناول اور افسانے تخلیق کئے گئے ہیں۔ ہومر کی Iliad میں سپارٹہ کی ملکہ ہیلن کو ٹرائے کا شہزادہ پیرس بھگا کر لے جاتا ہے۔اس کا خاوند مینی لاؤس اس کو واپس لانے کے لیے ایک ہزار جہازوں میں یونانی فوج لا کر ٹرائے پر چڑھائی کر دیتا ہے اور اس کو تہس نہس کر دیتا ہے۔ ہومر کی Iliad سے ملتی جلتی کہانی سنسکرت کی رزمیہ داستان رامائن کی ہے جس میں رام کی بیوی سیتا کو راون اٹھا کر لے جاتا ہے اور رام اس کی واپسی کے لیے لنکا کو تباہ کر دیتا ہے۔ یوں رامائن کا مرکزی کردار بھی ایک عورت ہے۔ مہا بھارت کے رزمیہ میں بھی جنگ کی بنیادی وجہ ایک عورت دروپدی ہے۔ دروپدی پانچوں پانڈووں کی مشترکہ بیوی تھی۔ بھرے دربار میں پانڈو جوے میں دروپدی کو ہار جاتے ہیں۔ کورو اسی دربار میں دروپدی کی توہین کرتے ہیں جس پر پانڈو کوروں سے انتقام کی قسم کھاتے ہیں۔ یوں مہابھارت کی عظیم جنگ ہوتی ہے جس میں کورو مارے جاتے ہیں اور فتح پانڈووں کی ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے مہابھارت کی کہانی کا مرکزی کردار بھی ایک عورت ہے۔

عالمی ادب کا موازنہ کرنے پر پتہ چلتا ہے کہ ہر ادب میں کسی نہ کسی مذہبی شخصیت کو ضرور مرکزی اہمیت دی گئی ہے مثلاً پیرا ڈائز لوسٹ میں اللہ تعالیٰ کی ذات، حضرت آدمؑ، حضرت جبریلؑ، حضرت میکائل وغیرہ ایسی ہستیاں ہیں جن کی مذہبی حیثیت مسلمہ ہے۔Iliad میں دیوتا مشتری کی ملکہ، شہزادہ پیرس کو حاصل کرنا چاہتی ہے مگر اس کے انکار پر وہ ٹروجن پر جنگ مسلط کر دیتی ہے جس سے ٹرائے تباہ ہو جاتا ہے۔ اوڈیسی میں ایکلس اپالو دیوتا کا مندر تباہ کر دیتا ہے جس پر اپالو دیوتا ناراض ہو جاتا ہے اور جنگ جیتنے کے باوجود ایکلس مارا جاتا ہے۔Iliad میں زیوس، اپالو، ایفرڈائٹ وغیرہ جیسے دیوتاؤں اور ان کے کارناموں کا جگہ جگہ ذکر ہے۔ سوفیکلز کے ڈرامہ Oedipus Rex میں جگہ جگہ اپالو دیوتا اور ڈیلفی کا ذکر ہے جس کی بددعا سے Rex تباہ ہو جاتا ہے اور انجام کار خود کو اندھا کر لیتا ہے۔ اسی طرح مہا بھارت کے بہت سے کردار ہندوؤں کے لیے مذہبی تقدس رکھتے ہیں مثلاً شری کرشن، جن کو ہندو اوتار مانتے ہیں۔ رامائن کے ہیرو راجہ رام کو بھی ہندو اوتار کا درجہ دیتے ہیں۔

عالمی ادب کا موازنہ ہمیں بتاتا ہے کہ رزمیہ ادب میں جگہ جگہ پر جنگی حکمت عملیاں دکھائی دیتی ہیں۔ حتیٰ کہ دھوکے سے دشمن کو مارنے کے واقعات بھی ملتے ہیں۔ Iliad میں ٹروجنز نے جنگ جیتنے کے لیے لکڑی کے گھوڑے میں سپاہی چھپا کر شہر کے اندر پہنچا دیئے جنھوں نے شہر کے دروازے کھول دیئے اور یونانی فوج نے ٹرائے شہر کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ Iliad میں ہی شہزادہ پیرس نے اپنے ایک دوست پولی ڈورس کو قیمتی تحائف دے کر تھیریس کے بادشاہ کے پاس بھیجا مگر اس نے مدد کرنے کی بجائے تحائف کو قبضہ میں لے کر پولی ڈورس کو مار ڈالا۔ Iliad میں آگا ممنون اور پیرس کی جنگ ہوتی ہے۔ جنگ میں آگاممنون جیت رہا ہوتا ہے اور پیرس بھاگ کر ہیکٹر کے پاس چلا جاتا ہے۔ ہیکٹر اپنے بھائی کو بچانے کے لیے آگاممنون کو مار ڈالتا ہے۔ مہابھارت میں کرشن جنگ جیتنے کے لیے ارجن سے کہہ کر کرن کو مروا ڈالتے ہیں اور ارجن کے اعتراض کرنے پر کہتے ہیں یہ میدان جنگ ہے اور جنگ جیتنا تمہارا فرض ہے۔ اس فرض کے لیے تم جو بھی کرو گے وہ جائز ہوگا۔ رامائن میں رام، سگریو کو بچانے کے لیے اس کے بھائی بالی کو لاعلمی میں مار ڈالتے ہیں جب وہ بالی کے ساتھ جنگ میں مصروف ہوتا ہے۔

عالمی رزمیہ ادب کا موازنہ ہمیں یہ بتاتا ہے کہ ہر رزمیہ کلام یا ادب میں مافوق الفطرت کردار، ان کے ہتھیار اور خوبیوں وغیرہ کو بہت زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔ ہومر کے Iliad میں ایکلس ناقابلِ تسخیر ہے کیونکہ اس پر دنیا کا کوئی

ہتھیار اثر نہیں کرتا۔ پیراڈائز لوسٹ کا جائزہ لیں تو شیطان بہت طاقتور ہے اور اس کے پاس بہت زیادہ طاقتیں ہیں جن کی مدد سے وہ خدا سے بھی جنگ شروع کر دیتا ہے۔ رامائن میں رام کی تیراندازی کو دیو مالائی انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ راجہ جنک کی بیٹی سیتا کے سوئمبر میں رام شو جی کی کمان میں تیر چلا کر سیتا کو جیت جاتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ راون کے ساتھ جنگ کے دوران رام اس کے بارہ سروں کو تیر کے ایک ہی وار میں کاٹ کر ناممکن کو ممکن کر دیتے ہیں۔ مہابھارت میں ارجن کی تیراندازی کا ذکر بھی دیومالائی انداز میں کیا گیا ہے۔ وہ دروپدی کے سوئمبر میں ناممکن نشانہ بازی کر کے دروپدی کو جیت جاتا ہے۔ مہابھارت کے آخر میں دریودھن کی ماں اس کو دعا دیتی ہے جس سے دریودھن کا اوپری جسم لوہے کا بن جاتا ہے۔ اس کے علاوہ بھیشم کو اپنی مرضی سے جینے اور مرنے کا انعام ملتا ہے۔ مہابھارت میں جگہ جگہ ''برہما استر'' کا ذکر ملتا ہے جو ایک ایسا ہتھیار ہے جس کی مدد سے دشمن کی ساری کی ساری فوج کو ایک لمحے میں تباہ کیا جاسکتا ہے۔

اس کے علاوہ ہر عالمی رزمیہ ادب میں بہادروں کو بے بسی سے مرتے ہوئے دکھایا گیا ہے جس سے پڑھنے والوں کے دل رنج و الم میں ڈوب جاتے ہیں۔ ہومر کے Iliad میں ایکلس ناقابلِ تسخیر ہے لیکن بدقسمتی سے اس کے جسم کے واحد کمزور مقام ایڑی میں ایک تیر لگتا ہے جس سے اس کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ Iliad میں ہی ہیکٹر ٹرائے کا بہادر سپاہ سالار اور شہزادہ تھا مگر وہ ایکلس کے ہاتھوں بے بسی سے مارا گیا اور ایکلس نے اس کی لاش کو مسخ کیا۔ مہابھارت میں بھیشم ناقابلِ تسخیر ہے مگر ارجن ایک ہیجڑے کے پیچھے چھپ کر اس پر وار کرتا ہے اور یوں اس بہادر کی موت بے بسی سے ہوجاتی ہے۔ دریودھن کو اس کی ماں کی دعا ملتی ہے جس کے بعد اس کا اوپری جسم لوہے کا بن جاتا ہے۔ اس کے بعد وہ بہادری سے بھیم سے جنگ کرتا ہے مگر بھیم دھوکے سے اس کی ٹانگوں پر وار کرتا ہے اور اس کی ٹانگیں توڑ کر اس کو مار ڈالتا ہے۔ اسی طرح مہا بھارت میں ارجن کے بیٹے ابھیمنیو کو بہت سارے کورو سپاہ سالار مل کر مار ڈالتے ہیں۔

ہر بڑے عالمی رزمیہ ادب میں بہادروں کی موت کے بعد ان کی لاش کی بے حرمتی کے مناظر ملتے ہیں۔ مہابھارت میں بھیم اپنے دشمن دشاسن کو قتل کرنے کے بعد اس کی چھاتی چیر کر خون پیتا ہے اور پھر کچھ خون اپنی مٹھی میں بھر کر دروپدی کے بال اس خون سے دھوتا ہے۔ ہومر کی Iliad میں ایکلس ہیکٹر کو مارنے کے بعد اس کی لاش کی بے حرمتی کرتا ہے اور اپنے گھوڑے سے باندھ کر لے جاتا ہے۔ بعد میں ہیکٹر کے باپ کی درخواست پر مسخ لاش اس کو واپس کر دیتا ہے۔

دنیا کے کلاسیکل رزمیہ ادب کا موازنہ کریں تو پتہ چلتا ہے کہ اس میں سیاسی رنگ غالب رہا ہے مثلاً ملٹن کی پیرا ڈائز لوسٹ میں شیطان سیاسی اقتدار حاصل کرنے کا خواہش مند ہے جس کے لیے وہ جنگ سے گریز نہیں کرتا۔ مہابھارت کی جنگ اصل میں دو سیاسی گروہوں کی جنگ تھی جو اپنے اپنے ملکوں کے ترجمان تھے۔ دریودھن ہستنا پور کا ولی عہد تھا جبکہ پانڈو واندر پرست کے حکمران تھے جس پر دریودھن قابض تھا اور جس کو دریودھن نے واپس کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اسی وجہ سے مہا بھارت کی جنگ ہوئی۔ رامائن بظاہر تو مذہبی رزمیہ نظم ہے لیکن حقیقت میں اس میں بھی سیاسی رنگ موجود ہے۔ بعض تاریخ دانوں کے نزدیک راون کی لنکا موجودہ سری لنکا ہے اور رامائن ہندوستانیوں کے سری لنکا پر پہلا حملہ کرنے کی داستان ہے۔

المیہ سے مراد رنج وغم ہے۔ رنج وغم کا عنصر ایسی چیز ہے جو دنیا کے ہر ادب میں موجود رہا ہے چاہے وہ ڈرامہ ہو،

شاعری ہو یا رزمیہ۔ المیہ کا عنصر عالمگیر ہے اور ہر عالمی ادب کا لازمی جزو بھی۔ اردو ادب میں بہت سے نامور مرثیہ لکھے گئے ہیں مثلاً اقبال نے اپنی والدہ کی وفات پر جو مرثیہ لکھا وہ اب تک مشہور ہے۔

پھول بن کر اپنی تربت سے نکل آتا ہے یہ

موت سے گویا قبائے زندگی پاتا ہے یہ

اسی طرح غالب اردو ادب کے مشہور شاعر ہیں۔ ان کے المیہ شاعری اپنی جگہ پر مقام رکھتی ہے مگر انہوں نے ایک مشہورِ عالم مرثیہ تحریر کیا جو ان کے لے پالک عارف کی موت پر تھا۔

تم ماہِ شب چار دہم تھے مرے گھر کے

پھر کیوں نہ رہا گھر کا وہ نقشہ کوئی دن اور

شیلے انگریزی کا مشہور شاعر ہے جس کے دو مرثیے بہت مشہور ہوئے۔ پہلا مرثیہ اس نے اپنے عہد کے مشہور شاعر لارڈ بائرن کی موت پر لکھا۔

Thou wert the morning star

among the living,

Ere ty fair light had fled

شیلے نے اسی طرح ایک اور مرثیہ Keats کی موت پر لکھا جو انگریزی کا ایک اور عہد ساز شاعر تھا اور شیلے کا ہم عصر بھی۔ یہ مرثیہ بھی انگریزی ادب میں بہت شہرت رکھتا ہے۔

I weep for Adonais...he is dead

O, Weep for Adonais!

عالمی ادب میں کئی مقام پر رخصت کے دردناک مناظر ملتے ہیں۔ Ilied میں ہیکٹر جنگ پر جانے سے پہلے اپنی بیوی سے کہتا ہے۔

Can not tell wheter I shall come

back to them again, or am doomed

to fall the Achaean this very day

اسی طرح وِرجل کی مشہور نظم Aeneid میں ٹرنس جنگ پر جانے سے پہلے شہزادی سے رخصت طلب کرتا ہے۔ شاعر نے اس موقع پر دردناک مناظر بیان کئے ہیں کہ کس طرح آنسوؤں سے اس کے گال تر ہو جاتے ہیں۔

The tears steamed down her

cheeks, aflame and feverish from

the deep flush spreading quickly

over her heated countenance

دنیا کے ہر مشہور ادب میں کہیں نہ کہیں کوئی نہ کوئی فلسفہ ضرور بیان کیا جاتا ہے۔ یہ فلسفہ جتنی عمدگی سے بیان کیا جائے گا، اتنا ہی عمدہ ادب نکھر کر سامنے آئے گا۔ اس کی چند مثالیں کچھ یوں دی جاسکتی ہیں۔ واقعہ کربلا کو شاعروں نے فلسفہ کے لیے بیان کیا ہے۔ شعراء کے مطابق بظاہر تو میدان جنگ میں حضرت امام حسینؓ شکست کھا گئے تھے مگر اصل میں وہ فتح مند ہوئے تھے اور مرگ یزید کی ہوئی تھی۔

قتلِ حسین اصل میں مرگ یزید ہے

اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

انگریزی ادب کے مشہور شاعر Tenison نے اپنی شاعری میں کائنات کا فلسفہ کچھ یوں بیان کیا ہے۔ اس کے مطابق یہ سورج، چاند، ستارے اور سمندر قادرِ مطلق کی بصیرت کا شاہکار ہیں۔

The sun, the moon, the stars, the

seas, the hills and plains,

Are not these a soul! the

Vision of Him who aregns

جان ملٹن نے پیراڈائز لوسٹ میں کئی جگہ پر خوبصورت فلسفہ بیان کیا ہے۔ اس کے مطابق نہ کوئی محبت، نہ کوئی نفرت، نہ زندگی اور نہ موت اس کے حکم کے بغیر ہے اور نہ ہی کسی کو جنت میں جانے کی اجازت اس کے حکم کے بغیر مل سکتی ہے۔

Nor love thy life, nor hate; but

Live well; how long or short

What thou liv'st,

permit to heaven

فلسفہ کے اعتبار سے ٹالسٹائی کی وار اینڈ پیس کو بہت اہمیت حاصل ہے جس میں اس وقت کی بہترین تمثیلیں بیان کی گئی تھیں۔ ایک جگہ پر وہ لکھتا ہے۔

"Yes, death is awakening"

یعنی ٹالسٹائی نے موت کی آمد کو جاگنے سے تشبیہہ دی ہے جبکہ عام طور پر موت کو نیند کے مترادف کے طور پر لیا جاتا ہے۔ اس طرح کے فلسفے ٹالسٹائی نے پوری کتاب میں جگہ جگہ بیان کئے ہیں۔

مہابھارت کا ایک حصہ بھگوت گیتا پر مشتمل ہے۔ بھگوت گیتا کرشن جی کے وہ پند و نصائح ہیں جو وہ ارجن کو اس وقت دیتے ہیں جب وہ جنگ شروع ہونے سے پہلے اپنے رشتہ داروں کو دیکھ کر لڑنے کا ارادہ بدل دیتا ہے۔ کرشن اس کو

سمجھاتے ہیں کہ فرض ہی انسان کی شان ہے اور مجبوری بھی۔ جو انسان جتنا اچھا فرض ادا کرے گا، دونوں جہانوں میں اتنا ہی معزز ٹھہرے گا۔

- اے ارجن میں فوق الروح ہوں، میں ہر ذی روح کے دل میں ہوں، میں ہی ابتدا ہوں، میں ہی وسط ہوں اور میں ہی انتہا ہوں۔
- موت تو برحق ہے
- روح کے لیے کسی بھی وقت مرنا یا جینا نہیں ہوتا۔ وہ ہمیشہ زندہ رہتی ہے۔
- کرم یوگ (فرض) سے بڑھ کر انسان کی مکتی اور نجات کا کوئی بہتر راستہ نہیں ہے۔
- عمل کر، نتیجہ کی فکر نہ کر۔

اس ساری بحث سے پتہ چلتا ہے کہ ہر بڑا رزمیہ اپنے اندر الہامی خصوصیات رکھتا تھا۔ اس کو تخلیق کرنے والے نے شعوری یا لاشعوری طور پر اس میں ایسے رنگ بکھیر دیے جو ایک طرف تو ایک دوسرے سے ملتے ہیں اور دوسری طرف اس کے شاہ کار کو ابدی زندگی عطا کرتے ہیں۔ یہ مشترکہ عناصر عالمی ادب کے رزمیہ شاہ پاروں کے ماتھے کا جھومر ہیں اور آنے والی کئی صدیوں تک اس کے حسن کو چار چاند لگاتے رہیں گے۔

حوالہ جات

۱۔ اشرفی، وہاب، ڈاکٹر: تاریخ ادبیاتِ عالم اسلام آباد، پورب اکادمی، ۲۰۰۸ء

۲۔ عابد، عابد علی، پروفیسر: اصولِ انتقادِ ادبیات لاہور، سنگِ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹۷ء

۳۔ عبداللہ، سید، ڈاکٹر: اشارات تنقید لاہور، مکتبہ خیابانِ ادب، ۱۹۷۲ء

۴۔ معصوم رضا: اردو شاعری کے خدوخال، عالمی تناظر میں کراچی، پرنٹیکس، ۲۰۰۸ء

۵۔ ہادی حسین: مغربی شعریات لاہور، مجلس ترقی ادب، ۱۹۶۷ء

۶۔ یاسر جواد، مترجم، بھگوت گیتا لاہور، نگارشات، ۲۰۰۳ء

۷۔ یاسر جواد، مترجم، رامائن لاہور، نگارشات، ۲۰۰۵ء

۸۔ یاسر جواد، مترجم، مہابھارت لاہور، نگارشات، ۲۰۰۳ء

Websites

1- http://www.nvcc.edu/home/ataormina/eng256/support/litcompare.htm

2- www.wikipedia.org

3- www.paradiselost.org/

4- www.theatrehistory.com/ancient/oedipus001.html

5- http://www.poemhunter.com/homer/

6- www.holybooks.com/divine-comedy-dante-alighieri/